حسن اخلاق

حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری
ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

عن أبى الدرداء رضي الله عنه قال سمعت رسول الله ﷺ يقول : "مامن شيٌ يوضع في الميزان أثقل من حسن الخلق ، و ان صاحب حسن الخلق ليبلغ به درجة صاحب الصوم و الصلوٰة " (رواه الترمذى)

''حضرت ابودرداءؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا، کہ روزِ قیامت ترازو میں رکھی جانے والی اشیاء میں سے حسنِ اخلاق سے زیادہ کوئی چیز بھاری نہیں ہوگی، اور حقیقت تو یہ ہے کہ اچھے اخلاق کا حامل فرد اپنے اخلاق حسنہ کی بدولت روزہ داروں اور نمازیوں کے درجے تک پہنچ جاتا ہے''۔

دوسروں کے ساتھ اچھے اخلاق اور بہترین سلوک پر جتنا زور اسلام نے دیا ہے، اتنا دوسرے کسی بھی مذہب میں نہیں دیا گیا۔ اور اگر بنظر انصاف دیکھا جائے تو آج روزمرہ کی زندگی میں خوش اخلاق، حسن سلوک اور حسن معاملہ کے جتنے مظاہر غیر مسلم معاشروں میں دیکھنے میں آرہے ہیں وہ درحقیقت اسلام ہی سے مستعار لیے گئے ہیں۔ جن اوصاف حمیدہ کو اپنانے کی وجہ سے غیر مسلم معاشرہ خصوصاً مغرب آج کل بام عروج پر ہے، دراصل اسلام نے آج سے صدیوں قبل ان کا حکم دیا ہے، جب تک مسلمان اچھے اخلاق اور حسن عمل سے متعلقہ مذہبی ہدایات وتعلیمات پر کاربند اور عمل پیرا رہے، چہاردانگِ عالم میں ان کی فتح وکامرانی اور تسخیر قلوب واذہان کا پھریرا لہراتا رہا لیکن جب سے مسلمان اخلاقی زوال جیسی مہلک بیماری کا شکار ہوئے اس وقت سے دنیا کے سیاسی منظر نامے پر سے ان کی تصویر ماند پڑتی گئی اور انہی بلند پایہ اوصاف کردار کو اپناتے ہوئے غیر مسلموں نے برتری اور ترقی کی سرحدیں پار کرڈالیں۔

حسنِ اخلاق کیا ہے؟ اس کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ دوسروں کے ساتھ خندہ روئی سے پیش آنا، بھلائی کا کام کرنا اور کسی کو تکلیف دینے سے احتراز کرنا حسنِ اخلاق ہے۔ حسن اخلاق عبارت ہے خوش کلامی اور اچھے برتاؤ سے یعنی جب بھی گفتگو کرے تو اخلاق کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے اور جب برتاؤ کا وقت آئے تو یہی صورت برقرار ہے۔ خوش کلامی کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وقولو اللناس حسنا﴾ ''اور کہو لوگوں سے اچھا کہنا''۔

اسی طرح ایک اور جگہ ارشاد ہے: اور کہہ دیجیے میرے بندوں کو کہ بات وہی کہیں جو بہتر ہو۔

خوش کلامی دلوں کو مسخر کرلیتی ہے اور یہ ہمیشہ فتح وکامرانی کا پیش خیمہ ہوتی ہے، جبکہ اس کے مقابلے میں بدکلامی سے بنی ہوئی بات بگڑ جاتی ہے۔ احادیث مبارکہ میں ایک بدو کا واقعہ مذکور ہے جو آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور پھر کچھ ہی دیر بعد جب انہیں قضائے حاجت کی ضرورت محسوس ہوئی تو مسجد ہی کے احاطے میں پیشاب کرنے لگے۔ صحابہؓ نے اسے روکنا چاہا لیکن آپ ﷺ نے انہیں اس سے منع فرمایا اور بعد میں جب وہ فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے انہیں بلایا اور پیار سے سمجھایا کہ یہ مساجد قضائے حاجت کے لیے نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے ذکر اور ان کی عبادت کے لیے ہیں، چنانچہ اس خوش اطواری کا اس بدو پر خوش گوار اثر مرتب ہوا اور انہوں نے اپنے علاقے میں واپس جاکر آپ ﷺ کی تعریف کی۔

اسی طرح حضرت انسؓ جنہیں تقریباً دس سال تک آپ ﷺ کی خدمت کا شرف حاصل رہا، فرماتے ہیں کہ:

''اتنے طویل عرصے میں کبھی آپ ﷺ نے مجھے اُف تک نہیں کہا، نہ ہی مجھے جھڑکا کہ یہ کام کیوں کیا؟ نہ ہی کسی بات پر ڈانٹا کہ یہ کیوں نہیں کیا؟''

آپ ﷺ کے حسن اخلاق کا اندازہ اس واقعہ سے بھی ہوتا ہے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ یہودیوں کی ایک جماعت آپ ﷺ کے پاس آئی اور آتے ہی بجائے السلام علیکم کے السام علیکم کہا، جس کا معنی یہ بنتا ہے کہ ''آپ ﷺ پر موت ہو'' (نعوذ باللہ) آپ ﷺ نے جواب میں صرف اتنا کہا: وعلیکم۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جو اس گستاخانہ جملے کو سن چکی تھیں انہوں نے سختی سے جواب دیتے ہوئے کہا: وعلیکم السام و اللعنة . آپ ﷺ نے بعد میں بڑے پیار سے آپؓ کو سمجھایا: یا عائشة ان اللّٰه یحب الرفق فی الامر کله کہ اللہ تعالیٰ ہر کام میں نرمی کو پسند فرماتے ہیں لہٰذا تمہیں بھی نرمی اختیار کرنی چاہیے سختی مناسب نہیں تھی۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! کیا آپ ﷺ نے سنا نہیں کہ انہوں نے کیا کہا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً میں نے سن لیا تھا اور آپؓ نے میرا جواب بھی سن لیا تھا کہ میں نے صرف وعلیکم کہہ کر ان کا کہا ان پر لوٹا دیا تھا۔''

قرآن مجید میں ارشاد ہے: ﴿ولا تستوی الحسنة ولا السیئة ادفع بالتی هی احسن. فاذا الذی بینك و بینه عداوة کانه ولی حمیم﴾ '' اور نیکی اور بدی برابر نہیں ہوسکتی، دور کرو اس سے جو (ان دونوں میں سے) زیادہ اچھا ہو۔ پس وہ شخص جس کے آپ اور آپ کے درمیان دشمنی تھی، پکا دوست بن جائے گا۔'' اس آیت کریمہ میں وہ طریقہ سکھایا گیا ہے جس سے ہم اپنے دشمنوں کو بھی دوست بنا سکتے ہیں۔ سخت بات کا جواب سختی سے دینا آسان ہے لیکن خوش خلقی کا تقاضا یہ ہے کہ نرم جواب دیا جائے، جس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ دشمن بھی دوستی کا ہاتھ بڑھاتا ہے۔

بعض اوقات خوش کلامی سے وہ مقام حاصل ہوتا ہے جو کتنی بھی دولت خرچ کرنے سے بھی حاصل نہیں ہوسکتا۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے: ﴿قول معروف ومغفرة خیر من صدقة یتبعها اذی﴾ ''اچھا کہنا اور بخشش اس صدقے سے بہتر ہے جس پر احسان جتلایا جائے۔''

آنحضرت ﷺ نے جب حضرت معاذؓ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو یہ نصیحت فرمائی: یا معاذ ! احسن خلقك للناس ''کہ اے معاذ! لوگوں کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنا'' اور خوش کلامی یہ خوش اخلاقی کا دوسرا نام ہے۔

ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''میں تم میں سے سب سے زیادہ اچھا اس کو سمجھتا ہوں جس کے اخلاق اچھے ہوں''۔ ایک حدیث (ترمذی) میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ سے فرمایا کہ: ''میرے خلیل! حسن سلوک کرو خواہ کافروں کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو، اس سے تمہیں ابرار کے مقامات حاصل ہوں گے اس لیے کہ یہ میرا فیصلہ ہے کہ جس کے اخلاق اچھے ہوں گے میں اسے اپنے عرش کے سایہ میں اور اپنے حظیرہ مقدسہ میں جگہ دوں گا اور اسے اپنی قربت سے سرفراز کروں گا۔''

حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ: جہاں بھی رہو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو فوراً نیک کام کیا کرو۔ کیونکہ نیکی گناہ کو مٹا دے گی اور تمام انسانوں سے حسن سلوک سے پیش آؤ۔

حضرت جابرؓ آپ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے مجھ کو سب سے زیادہ عزیز اور روزِ قیامت نشست کے اعتبار سے سب زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے جن کے اخلاق اچھے ہوں گے اور سب سے زیادہ دور وہ لوگ ہوں گے جو تصنع سے باتیں کرتے ہیں اور چرب زبانی سے دوسروں پر غالب آنا چاہتے ہیں۔''

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے حسن اخلاق کی تفسیر اس طرح فرمائی ہے کہ: ''لوگوں کے ساتھ خندہ پیشانی اور خوش کلامی سے پیش آنا، سخاوت اور فیاضی اختیار کرنا اور لوگوں کو اپنے ہاتھوں تکلیف و اذیت سے محفوظ رکھنا۔''

قوموں کی ترقی صرف مادی طاقتوں کی فراوانی سے نہیں ہوتی بلکہ اس کے لیے اعلیٰ اخلاقی جوہر کی ضرورت ہوتی ہے جن میں سرفہرست خوش کلامی ہے۔ خوش کلامی زبان کا صدقہ ہے۔ مسلمانوں کے ہادی برحق صرف جناب رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی ہے جس کی حیات طیبہ کا ہر ایک پل ہمارے سامنے ہے جنہوں نے ہمیشہ نہ صرف اخلاق حسنہ سے کام لیا بلکہ محبت، نرمی و رواداری کو اپنا شعار بنائے رکھا۔ آپ ﷺ کا اسوۂ حسنہ ہم سے اس بات کا متقاضی ہے کہ ہم اپنی زندگیوں کو اسی پیکر ہستی کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں۔

ایمان اور اخلاق معاشرے کی تمام خرابیوں کو دور کر سکتے ہیں۔ خوش اخلاقی ایک ایسی صفت ہے جس کو دنیا کی کسی بھی قومیت سے تعلق رکھنے والے افراد کے ہاں کامیابی کی کنجی سمجھا جاتا ہے اور اس صفت کے حامل افراد ہمیشہ قدر و منزلت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ اس صفت عالی کے حاملین کا سب سے بڑا اعزاز یہ کہ انہیں اللہ اور رسول ﷺ کا قرب حاصل ہوتا ہے اور انہیں آخرت میں بلند ترین مناصب سے نوازا جائے گا۔

☆☆☆

مولانا قاری محمد حنیف جالندھری نے

''پنجاب قرآن بورڈ'' کی چیئرمین شپ سے استعفیٰ دے دیا

وفاق المدارس العربیہ پاکستان جامعہ خیر المدارس ملتان کے مہتمم حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری نے ''پنجاب قرآن بورڈ'' کی چیئرمین شپ سے استعفیٰ دے دیا ہے۔وزیر اعلیٰ پنجاب کے نام لکھے گئے اُن کے استعفیٰ کا متن درج ذیل ہے :

''صوبہ پنجاب کی سابقہ حکومت نے قرآن کریم کی تعلیمات کے فروغ ،قرآن کریم کی طباعت کے معیار کو بہتر بنانے اور قرآن کریم کے ضعیف نسخوں اور اوراق کو بے حرمتی سے بچانے کے لئے ''پنجاب قرآن بورڈ'' کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا تھا جو بدستور کام میں مصروف ہے اور اپنے اہداف کی طرف پیش رفت کر رہا ہے۔اس سلسلہ میں ''پنجاب قرآن بورڈ'' کی کارکردگی کی مفصل رپورٹ بھی شائع ہو چکی ہے۔

راقم الحروف ''پنجاب قرآن بورڈ'' کے قیام سے اب تک اس کے چیئرمین کے طور پر فرائض سرانجام دیتا آ رہا ہے اور اب نئی منتخب حکومت کو اپنے فرائض سنبھالنے پر مبارک باد پیش کرتے ہوئے دو گزارشات کرنا چاہتا ہے۔

ایک یہ کہ اس مفید اور با مقصد ادارے کو قائم رہنا چاہئے اور اسے زیادہ سے زیادہ مفید اور مؤثر بنانے کے لئے نئی حکومت کو بھی سنجیدگی کے ساتھ کوشش کرنی چاہئے۔یہ کام صوبے کے عوام ،نو منتخب حکومت اور پنجاب قرآن بوڈ کے ارکان کے لئے ہر لحاظ سے باعث خیر و برکت ہوگا۔

اور دوسری گزارش یہ ہے کہ میں ''پنجاب قرآن بورڈ'' کے چیئرمین کی حیثیت سے موجودہ ذمہ داریوں سے اپنی دیگر مصروفیات کے باعث مستعفی ہو رہا ہوں ،تاکہ حکومت کسی اور مناسب اور موزوں شخصیت کو اس ذمہ داری کے لئے منتخب کر سکے۔منصبی ذمہ داریوں سے ہٹ کر ذاتی طور پر ''پنجاب قرآن بورڈ'' کے ساتھ میرا رضا کارانہ تعاون آئندہ بھی جاری رہے گا اور میں اسے اپنے لئے باعث سعادت سمجھوں گا ،انشاء اللہ تعالیٰ۔''

واضح رہے کہ یکم دسمبر 2004ء کو ''پنجاب قرآن بورڈ'' کا قیام عمل میں آیا تھا ،جس کے چیئرمین مولانا قاری محمد حنیف جالندھری اور تمام مکاتب فکر کے جید علماء کرام ،قرآن کریم کے اشاعتی اداروں کے ذمہ داران ،عوامی نمائندوں اور سرکاری افسران کو بطور رُکن نامزد کیا گیا تھا۔''پنجاب قرآن بورڈ'' نے معیاری اور اغلاط سے پاک ،قرآن کریم کی طباعت کے لئے کاغذ کا معیار مقرر کیا ،صحیح طباعت کے لئے اقدامات کئے ،قرآنِ مجید کے شہید نسخہ جات اور ضعف اوراقِ مقدسہ کی ری سائیکلنگ کا آغاز کروایا اور صرف ایک سال کے عرصہ میں تقریباً 15 لاکھ ٹن کاغذ ری سائیکل کیا گیا۔

صوبہ پنجاب کے متعدد اضلاع میں ''قرآن محل'' تعمیر کئے گئے۔اہم شاہراہوں اور مقامات پر ضعیف اوراق اور شہید قرآنی نسخہ جات کی کلیکشن کے لئے گرین بکسز نصب کروائے گئے۔لاہور میں 45 کنال قیمتی اراضی پر 79 کروڑ روپے کی لاگت سے ''قرآن کمپلیکس اور سیرت اکیڈمی'' کے عظیم الشان منصوبے کا آغاز ہوا ،جس میں قرآن میوزیم ،قرآن لائبریری ، ریسرچ سنٹر کے علاوہ قرآن کریم اور سیرت طیبہ کے علوم اور مختلف عنوانات پر ایم.اے ،ایم.فل اور پی.ایچ.ڈی.کی کلاسز بھی شروع کی جائیں گی۔

☆☆☆